إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ... (الفتح: ۱۰)

بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ (واقعی میں) اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

بیعت کیا ہے؟

الشیخ حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

شعبہ نشر واشاعت

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

دارالعرفان منارہ ضلع چکوال

بیعت کیا ہے

مدظلہ العالی
الشیخ حضرت امیر محمد اکرم اعوان

شعبہ نشرو اشاعت
ادارہ نقشبندیہ اویسیہ
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال

Phone: +92543562200 Fax: +92543562198
Email: darulirfan@gmail.com
Web Site: www.oursheikh.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتابچہ: بیعت کیا ہے؟
نام مصنف: الشیخ حضرت محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی
اشاعت: بارسوم نومبر - 2013
قیمت: -/20روپے
ناشر: ادارہ نقشبندیہ اویسیہ
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال

بیعت کیا ہے

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ
يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ
وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (الفتح: 10)

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ (واقعی میں) اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے تو (بیعت کے بعد) جو عہد کو توڑنے والے کا وبال خود اُسی پر ہے۔ اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس کا (بیعت میں) اللہ سے عہد کیا ہے تو وہ اُسے عنقریب اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے ...

جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت لیتے ہیں اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے گویا اُنہوں نے اللہ کے دستِ قدرت میں اپنا ہاتھ دے دیا اللہ کی مدد اُن کے ساتھ ہے اسی سنت کی پیروی میں مشائخ عظام کی بیعت ظاہری کی جاتی ہے اور اگر بیعت نہ بھی کی جائے تو برکات ارادت سے نصیب ہو جاتی ہیں اگر ارادت درست ہو، طلب صادق ہو، نیت میں خلوص ہو تو برکات نصیب ہوتی ہیں لیکن اس کے ساتھ اگر بیعت بھی شامل ہو جائے تو برکات میں اضافے کا سبب بن جاتی ہے ...

مدظلہ العالی
الشیخ حضرت امیر محمد اکرم اعوان

٭بیعت کیا ہے٭

بیعت کے لغوی معنی ہیں بیچ دینا اور شرعاً بیعت اس عہد کو کہتے ہیں جو اتباعِ رسالت ﷺ کے لیے، دین پر عمل کرنے کے لیے، دین سیکھنے کے لیے کسی عالم سے کیا جاتا ہے ...

بیعت کی شرعی حیثیت:

بیعت ایک مسنون عمل ہے حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے، دین پر استقامت کی بیعت لی، کہ عقائد و اعمال میں شریعت کی پیروی کریں گے اور اس بات کی بھی بیعت لی کہ عقائد اور اعمال کو سیکھیں گے۔ ہر مسنون عمل قربِ الٰہی کی طرف سے لے جاتا ہے۔ اللہ کریم نے قربِ الٰہی کی طرف بڑھنے کے لیے کئے جانے والے اعمال کو وسیلہ سے منسوب کیا ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ
وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ:35)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب پانے کے سبب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد (محنت) کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ...

قرآن حکیم بڑے پیارے انداز میں فرماتا ہے اے ایمان والو!

ایک شفقت کا پہلو، ایک محبت کا انداز، ایک ناصحانہ رنگ لے کر یہ خطاب فرماتا ہے کہ ایمان لاکر جو تعلق تم نے اللہ سے قائم کرلیا ہے، اُسے کمزور نہ پڑنے دو بلکہ اُس کی مزید ترقی کے لیے کوشش کرتے رہو، اُس کے لیے وسیلہ تلاش کرو یعنی ایسے کام کرو جن سے محبتِ الٰہی دلوں میں بڑھے۔ تم فرائض ادا کرو، گناہ سے رُک جاؤ، اس پر یہ اضافہ کرو کہ سنتیں اور نوافل اپنالو کہ یہ ہمارے نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے پھر مباحات کی باری آجاتی ہے، اُن میں بھی اتباع

نبوی ﷺ نصیب ہو جائے۔ اس ضمن میں جو عمل معاون ہو گا وہی وسیلہ کہلائے گا۔ جو انسان اس راہ میں معاون ہو گا وہ وسیلہ کہلائے گا۔ جیسا کہ اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے انبیاء علیہ السلام وسیلہ ہیں صحابہؓ وسیلہ ہیں اولیاء صالحین اور علماء حق وسیلہ ہیں مگر آدمی کو اپنے مقصد کی اصلاح کر لینا ضروری ہے کہ وسیلہ صرف اللہ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے اختیار کرے اس کی راہ میں جہاد کرے یا مجاہدہ دونوں معنی درست ہیں اس لئے کہ اگر وسیلہ موجود ہو مگر مجاہدہ نہ کیا جائے تو کماحقہٗ فائدہ ممکن نہیں۔

اقسام بیعت

شریعت اسلامی میں بیعت کی کئی اقسام ہیں:

1۔ بیعت امارت:

کسی کو امیر یا سربراہ بنانے کے لیے بیعت کرنا جیسے ابتدائی عہد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی گئی، خلفائے راشدین کی بیعت کی گئی، آج اس بیعت کا قائم مقام ووٹ ہے جس کے ذریعے کسی کو امیر مقرر کیا جاتا ہے۔

2۔ موت کی بیعت:

یہ بھی مسنون ہے حضور ﷺ نے حدیبیہ میں صحابہؓ سے بیعت لی کہ ہم میں سے کوئی بھی میدان نہیں چھوڑے گا اگر ایک بھی بچا تو جہاد کرتا رہے گا حتیٰ کہ شہید ہو جائے۔ یہ بیعت ایسے مواقع کے لیے ہوتی ہے جب دین پر حرف آئے اور اس بات پر ہوتی ہے کہ اگر اکیلا فرد بھی رہ گیا تو آخری دم تک جہاد کرتا رہے گا۔

3۔ بیعت اصلاح:

یہ بیعت اصلاح کے لیے ہوتی ہے۔ بندہ اپنے سے زیادہ پڑھے لکھے آدمی کی بیعت کرتا ہے اُس سے احکام شرعی پوچھتا رہتا ہے اس بیعت کے بارے میں علماء کی رائے۔ ہے کہ

کسی بھی ایسے شخص کی بیعت درست ہے جو جائز ناجائز، حلال حرام کا علم رکھتا ہو اور روزمرہ کی ضرورت کے مسائل جانتا ہو بیعت کی تمام اقسام کا مقصد ایک ہی ہے یعنی اتباع رسول ﷺ۔

4۔ بیعت تصوف کی ضرورت اور اہمیت:

بیعت تصوف کا اصل مقصد علم باطنی کا حصول ہے۔ بیعت گناہوں سے ہجرت کرنے کا نام ہے، گناہ چھوڑ کر نیکی کی رغبت پانے کا نام ہے۔ بیعت رابطہ بالحق کے لیے ہے۔ اللہ سے مسلسل تعلق قائم رکھنے کے لیے ہے۔ اس کی طلب اور اسے پانے کی استعداد اللہ کریم نے ہر پیدا ہونے والے کو دی ہے پھر اللہ کریم کسی ایسے شیخ سے ملا دے جو خطا کاروں کو اللہ کی بارگاہ سے جوڑ دے، جو خود سروں کے سر اللہ کی بارگاہ میں جھکا دے، جو حرام کھانے کی برائی کا احساس دے، گناہ سے نفرت کا شعور دے، ایک درد دے کہ بندہ اللہ سے واصل ہونا چاہے تو یہی ارادت بیعت تصوف ہے۔ بیعت تصوف اسی احساس کو جگاتی ہے اور شیخ کا یہ اتنا بڑا احسان ہے کہ بندے کو یہ احساس دلا دے کہ وہ بھی انسان ہے۔ اس کے سینے میں بھی دل ہے۔ اس دل میں اللہ کے جمال کی تجلی ہے۔ اس کے اندر بھی روح ہے۔ اس کا دل بھی اس قابل ہے کہ اللہ کا گھر بن جائے اور پھر شیخ صدیوں کے سینے چیر کر بندے کو بارگاہ نبوی ﷺ میں لے جائے اور آقائے نامدار ﷺ کے روبرو کر دے۔

بیعت طریقت کے بارے دلائل السلوک میں لکھا ہے کہ:

"یہ بیعت صرف وہ شخص لے سکتا ہے جو نہ صرف خود فنافی الرسول ہو بلکہ دوسرے کو بھی فنافی الرسول کرا سکتا ہو۔ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ میں ہم بیعت اصلاح یا بیعت امارت نہیں لیتے بلکہ بیعت تصوف لیتے ہیں اور اس وقت اللہ کا فضل نسبت اویسیہ پر ہے۔ اور میرے علم میں نہیں ہے کہ کہیں روئے زمین پر کسی دوسرے سلسلے کا کوئی ایسا شخص موجود ہو جو فنافی الرسول کرا سکتا ہو"

تصوف کی بیعت حصول برکات کے لیے ہوتی ہے

شروع کے عہد میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ ظاہری بیعت لیا ہی نہیں کرتے تھے۔ ہمارا طریقہ بالکل سیدھا سا تھا کہ جو بھی آتا ہے، آئیے! اللہ اللہ کرے، اگر اُسے مراقبات نصیب ہوں اور

فنا فی الرسول نصیب ہوگیا تو روحانی طور پر بارگاہِ عالی ﷺ میں بیعت ہوجائے گی پھر ستر کی دہائی کے آخر میں یہ سوال پیش کیا گیا کہ لوگوں کا مزاج ہے وہ چاہتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں بیعت ہوں اور خانہ پُری کے لیے کسی گمراہ کی بیعت ہو بھی جاتے ہیں، پھر ساری عمر گمراہی میں غرق رہتے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ مشائخ عظام کی خدمت میں رکھا اور اُن کی اجازت سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت شروع فرمائی اور الحمد للہ! حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہری بیعت کی سعادت بھی اللہ نے سب سے پہلے مجھے بخشی، یہ اللہ کا احسان ہے۔ اس کے بعد ہمارے سلسلے میں یہ کام چل پڑا کہ ہر آنے والے سے یہ بیعت لے لی جاتی ہے۔ نسبت اویسیہ کی برکات سے ہزاروں، لاکھوں انسانوں کی اصلاح ہو رہی ہے۔

شیخ کے حق پر ہونے کی دلیل

شیخ کے ذریعے وہ برکات مل رہی ہیں کہ لوگ برائیاں چھوڑ کر نیکیاں اپنانے لگ جاتے ہیں۔ بے دین فضاؤں میں سانس لیتے ہوئے دینداری کا حق ادا کرتے ہیں۔ بے نمازیوں کے ساتھ رہتے ہوئے نمازیں ادا کرتے ہیں۔ غافلوں کے ساتھ رہتے ہوئے اپنی راتوں کو ذکر اللہ سے سجاتے ہیں۔ جب تک دِل اللہ سے آشنا ہو دماغ اُس کی عظمت کو ماننے کے باوجود اُس کی اطاعت کے قابل نہیں ہوتا۔ اس لیے اہل اللہ اور گروہ صوفیاء ساری توجہ دِل میں انڈیل دیتے ہیں۔ توجہ سے دِل روشن ہو کر اس قابل ہو جاتا ہے کہ وجود ہی مسجد میں نہیں آتا دِل پہلے مسجد پہنچ جاتا ہے۔

بیعت تصوف اِسی مقصد کے حصول کے لیے ہے کہ دِل میں خلوص آجائے، قربِ الٰہی کی آرزو پیدا ہو جائے، برکاتِ نبوت دِل پر ابرِ رحمت کی طرح برستی ہوں اور دِل نورِ نبوت کی کرنیں منعکس کرتا ہو۔ لیکن یہ کام از خود نہیں ہوتا، ذکر الٰہی سے دِل روشن ہوتا ہے اور شیخ کے ذریعے نورِ نبوت کا انعکاس ہوتا ہے جب بیعت رضوان کا ذکر آتا ہے۔

اللہ کریم فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا... (الفتح :10)

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ (واقعی میں) اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے تو (بیعت کے بعد) جو عہد کو توڑنے والے کا وبال خود اسی پر ہے۔ اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس کا (بیعت میں) اللہ سے عہد کیا ہے تو وہ اُسے عنقریب اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

یعنی جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اور یہ ایسے خوش نصیب ہیں کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے اس بیعت کی کتنی اہمیت ہے کہ اللہ نے اپنی مدد اُن کے ساتھ کر دی ہے اُن کے ہر کام میں اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔ اس سنت کی پیروی میں ہی مشائخ کی بیعت ظاہری کی جاتی ہے۔ ورنہ بیعت تو دراصل ارادت کا نام ہے۔ وہ نسبت جو دل سے دل کو ہو، اُس سے اللہ کے نام پر ایک رشتہ اور تعلق نصیب ہوتا ہے۔ ظاہری بیعت کے ساتھ، وہ تعلق کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور ظاہری بیعت کی ضرورت اور اہمیت یہی ہے کہ آدمی ایک جگہ منسلک ہو جاتا ہے اور بھٹکنے کے خطرے سے بچ جاتا ہے۔

بیعت تصوف کی شرائط

1۔ طلب صادق:

طلب الٰہی کے لیے، الفت پیغمبر ﷺ کے حصول کے لیے، طلب کو کھرا کرنا۔

2۔ اخذ فیض کے لیے شیخ سے قلبی تعلق:

بیعت ایک تعلق ہے جو دل کو دل سے جوڑتا ہے جس دل میں اللہ کو پانے کی آرزو ہو اور جس کی طلب صادق ہو تو اللہ اُسے ایسے صاحب دل کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ شیخ کے پاس اپنا مقصود پا کر بندے کا قلب خود بخود شیخ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے

اِسے ارادت کہتے ہیں اور یہی بیعت ہے۔

تصوف وسلوک کا رشتہ بہت نازک ہے۔ اس لیے کہ برکات نبوت کا مصدر نبی کریم ﷺ کا سینہ اطہر ہے۔ یہ کیفیات حضور ﷺ سے مشائخ کے سینے میں آتی ہیں اور وہاں سے سالک کو نصیب ہوتی ہیں۔ اس لیے سالک کے دِل کا تعلق شیخ سے جتنا مضبوط ہو اتنی ہی قوت سے ترسیل ہوتی رہے گی۔ اس کی مثال بجلی کے بلب اور اُس برقی کنکشن کی ہے جس کے ذریعے پاور ہاؤس سے بجلی آرہی ہے۔ شیخ چونکہ برکات نبوت کا امین ہوتا ہے لہٰذا اس کے لیے اُنہی آداب کو ملحوظ رکھا جاتا ہے جو برکات نبوت کے شایانِ شان ہوں۔ یہ ادب کیسے سیکھا جائے؟ اگر دِل میں طلب الٰہی کھری کر لی جائے تو خود بخود ادب آجاتا ہے، سیکھنا نہیں پڑتا۔ نورِ قلب میں آکر آدب سکھا دیتا ہے۔ حصول برکات کے لیے اور تصوف میں ترقی کے لیے یا اس پر استقامت کے لیے، پاسِ ادب ہی شرط ہے اور ادب کرنے والے کو ہی مشائخ سے عقیدت ومحبت نصیب ہوتی ہے اور جس شخص کو شیخ کی ذات سے محبت نصیب نہ ہو اُسے یا تو برکات نصیب نہیں ہوتیں یا وقتی اور لمحاتی بات ہوتی ہے۔

3۔ محاسبۂ ذات:

حصولِ برکات کے لیے جو بیعت ہوتی ہے اُس کی شرط ہے کہ بیعت خلوص سے کی جائے اور حصول برکات کی نیت سے کی جائے پھر اپنی نیتوں، ارادوں اور قلبی کیفیات پر محاسبہ کی نگاہ رکھے اور جو برکات نصیب ہو رہی ہوں اُن پر استقامت دکھائے۔ یاد رکھیں! جو لوگ جاہلوں اور نااہلوں سے بیعت کر لیتے ہیں اور گمراہی میں ہی زندگی بسر کر جاتے ہیں وہ بیعت کبھی نہیں توڑتے۔ اس لیے کہ اُنہیں بیعت توڑنے کا داعیہ ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ شیطان بھی مطمئن ہو جاتا ہے کہ جس کنارے لگ گیا ہے اُسے یہیں کھپا دینا چاہیے۔ لیکن جنہیں واقعی شیخ سے بیعت نصیب ہو جائے تو پھر شیطان کو بھی مصیبت پڑ جاتی ہے کہ اس شخص کو کس طرح اس نعمت سے الگ کیا جائے۔ ایسے لوگوں کو بہت سی رکاوٹوں کا سامنا رہتا ہے۔ ان سے گھبرانا نہیں چاہیے۔

بیعت تصوف کا فائدہ۔حفاظتِ الٰہیہ کا حصول:

بیعت کا بہت بڑا فائدہ حفاظت الٰہیہ کا حصول ہے۔حفاظت الٰہیہ بندے کو خطاؤں سے گناہوں سے، برائی سے محفوظ رکھتی ہے۔حفاظت الٰہیہ کا یہ معنی نہیں ہے کہ وہ اب بیمار نہیں ہوگا، اُسے روزی میں تنگی نہیں آئے گی یا اُس پر دُنیا کے مسائل نہیں آئیں گے۔ یہ تو نظامِ کائنات ہے اور تنگی و آسانی اس نظام کا حصہ ہے۔ ارواح کی تخلیق سے بھی پہلے اللہ کریم نے ایک ایک فرد کی روزی تقسیم کر دی، صحت و بیماری کا فیصلہ کر دیا۔ یہاں تک کہ کسی کی دُعا سے جو فائدہ ہوتا ہے، وہ فیصلہ بھی ازل میں ہو چکا ہے کہ اللہ کریم فلاں کی دُعا فلاں کے حق میں قبول فرما کر اُس کے حالات بدل دیں گے۔ ہاں! انسان کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ ہوتا پھر وہی ہے، جو اللہ چاہتا ہے۔ لیکن انسان اپنے اندر ایک فیصلہ کرتا ہے کہ اُسے کیا کرنا چاہیے؟ سنت کے مطابق اور اللہ کی اطاعت کی حدود میں۔ حفاظت الٰہیہ یہ ہے کہ بندے کو فیصلہ کرتے وقت اللہ کی مدد حاصل ہو جاتی ہے اور بندہ نیکی کا فیصلہ کرتا ہے، برائی کا نہیں۔

یہی فرق ہے بیعت اصلاح اور بیعت تصوف میں۔

ایمان ہونا اور اعمال صالح ہونا ایک بات ہے اور دردِ دل کا ہونا ایک علیحدہ بات ہے۔ جو شخص ایمان لا کر اعمال صالح کرتا ہے اور اُس پر اللہ کا کرم ہو، اُس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے الحمد للہ! یہ ایک بڑی بات ہے۔ لیکن دردِ دل کے ساتھ رہنا ایک دوسری بات ہے۔ دردِ دل ملتا ہی صالحین کی صحبت سے ہے۔ حضور ﷺ سے صحابہؓ نے حاصل کیا، صحابہ سے تابعین نے حاصل کیا اور تابعین سے تبع تابعین نے حاصل کیا۔ پھر ہر عہد میں اللہ نے ایسے بندے پیدا کیے اور ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جو انوارات و برکات سینۂ اطہر رسول ﷺ سے اخذ کرتے رہیں گے اور مخلوق کو بانٹتے رہیں گے۔ دردِ دل سے حفاظت الٰہیہ نصیب ہوگی، شیطان سے دفاع نصیب ہوگا، معاشرے میں رہنے کا ڈھنگ نصیب ہوگا، اللہ کا حکم مجبوراً ماننے کی بجائے، حکم الٰہی ماننا اُس کے دل کی تمنا ہوگی، ہر شرعی حکم اُس کی رُوح کی غذا بن جائے گا اور ان انواراتِ قلبی کے باعث اُس کی دُنیا کی زندگی، باوجود مسائل زندگی کے، ایسے پر سکون ہوگی

جیسے جنتی جنت میں پرسکون ہوں گے۔

بیعت اصلاح میں دین کے احکام ومسائل سکھائے جاتے ہیں بیعت تصوف میں قلبی کیفیات عطا کی جاتی ہیں قلب میں یہ رجحان پیدا کیا جاتا ہے کہ وہ دل کی گہرائی سے اتباع کرے۔ شیخ کے پاس بیٹھنے والوں کے دلوں میں خود بخود خوف خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کے دل اللہ کی ذات کو اپنے قریب محسوس کرتے ہیں انہیں اللہ پر بھروسا آ جاتا ہے وہ اپنی باتیں اللہ سے کرتے ہیں اور اپنے دکھ اللہ سے بانٹتے ہیں اور اُس کے کرم کے اُمیدوار رہتے ہیں۔

ظاہری تعلیمات کے ذریعے مانا جاتا ہے کہ اللہ ہے۔ برکاتِ نبوت یہ یقین عطا کرتی ہیں کہ اللہ ہے۔ اللہ کریم جسے ایمان کی توفیق بخشیں، قلب اطہر رسول ﷺ کے درمیان ایک رابطہ قائم ہو جاتا ہے اگر چشم بینا ہو تو دیکھا جا سکتا ہے کہ بے شمار نورانی تاریں قلبِ اطہر ﷺ سے نکلتی ہیں اور جس دل میں ایمان ہے وہاں تک پہنچتی ہیں۔ اس رشتہ ایمان کو مضبوط تر کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ وہ ہے اطاعت رسول ﷺ۔

اطاعتِ رسول ﷺ کے دو حصے ہیں:

ایک حصہ تو وہ ہے جو ہر مسلمان کو نصیب ہے کہ وہ ایمان لانے کے بعد تعلیمات نبوت سے آشنائی حاصل کرے اور اتباع رسالت کو شعار بنائے۔ اپنا جینا مرنا، سونا جاگنا، اُٹھنا بیٹھنا، جتنا سنت کے قریب تر کرتا جائے گا، اُتنا اُس کا رشتہ مضبوط اور اتنی ہی اُس کی تعلق کی تاریں بڑھتی چلی جائیں گی۔ ہر سنت اس تار کو بڑھائے گی۔ عین ممکن ہے وہ تار، رسہ بن جائے اور دوسرا حصہ اس تعلق کو مضبوط کرنے کا یہ ہے کہ اطاعت بھی نصیب ہو اور اُس کے ساتھ برکات صحبت بھی نصیب ہو جائیں۔ جب برکات صحبت نصیب ہوتی ہیں تو تعلق کی ابتداء تار سے نہیں، نہر سے ہوتی ہے اور پھر یہ تعلق سمندروں کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہے۔ سلاسل تصوف میں جو شجرہ مبارک پڑھا جاتا ہے اس میں اُن بزرگوں کے نام آتے ہیں جنہوں نے اپنے سے پہلوں سے، برکات صحبت حاصل کیں اور یوں شجرہ حضور ﷺ تک پہنچتا ہے۔ یہ یاد رکھیں! کہ شجرہ جتنا طویل ہوگا قوت اتنی ہی کم ہوتی چلی جائے گی۔ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ تمام سلاسل

سے قوی ہے کہ چودہ صدیوں میں صرف بارہ واسطے ہیں رسول ﷺ کی ذات اقدس تک، باقی کوئی بھی سلسلہ 40-واسطوں سے کم نہیں۔نسبیہ او یسیہ کے مشائخ ایسے عظیم انسان ہیں کہ انہوں نے تین تین، چار چار صدیاں مسلسل دلوں کو روشن رکھا۔

○ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ میں:

○ بیعت تصوف سے کمال انسانیت نصیب ہوتا ہے۔

بیعت کے تقاضے:

بیعت کے بعد جب محنت کی، مجاہدہ کیا تو اب اس امتحان ہوگا مسجد میں اور مسجد کے باہر، بازار، کاروبار، لین دین، گھر کی چاردیواری، گھر والوں کے ساتھ معاملات، لوگوں سے تعلقات، یہ سب امتحان گاہیں ہیں جب اللہ کے نور سے بندے کا دل صاف ہوتا ہے، اس کے کردار میں مثبت تبدیلی آتی ہے۔اور اگر کردار میں تبدیلی نہیں آتی تو ابھی دل کی صفائی نہیں ہوئی۔اللہ اللہ کرتے رہنے سے جب دل میں روشنی آتی ہے تو سب کام سیدھے طریقے سے ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔لہٰذا اپنے ذکر کی آزمائش، میدان عمل میں کرو، کاروبار حیات میں، بیوی بچوں اور دوستوں کے ساتھ برتاؤ میں کرو۔

---خود کو حضور ﷺ کی غلامی میں لانا ہی اصل ایمان ہے---

لوگوں کی باتوں سے اور اُن کی رائے سے صرف نظر کرنا بھی بیعت کا تقاضا ہے۔ کوئی آپ کو چور کہتا ہے، کہتا رہے لیکن اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ آپ کو چور نہ کہیں، اپنے فرائض پورے خلوص اور دیانتداری سے ادا کرتے رہیں، لوگ خواہ کچھ بھی کہتے رہیں ایک صوفی کے لیے یہ کمزوری ہے کہ وہ یہ سوچے لوگ کیا کہیں گے۔لوگوں کو کہنے دیں، لوگوں کی اپنی رائے ہے، سارے لوگ تو اللہ کی عظمت پہ متفق نہیں، حضور ﷺ کی رسالت پہ متفق نہیں، ہماری کیا حیثیت ہے؟ کہ سارے لوگ ہمیں اچھا کہیں اور اگر کہیں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ اور نہیں کہیں گے تو ہمارا کیا بگڑے گا؟ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں ہمیں قبول فرمایا جائے، اور ہمیں یہ فکر ستائے کہ جو میں کر رہا ہوں، میرا رب مجھے

دیکھ رہا ہے، وہ ناراض تو نہیں ہوگا؟ نبی کریم ﷺ ناپسند تو نہیں فرمائیں گے؟ جب کوئی اللہ کا ہوجاتا ہے تو بڑی سے بڑی رکاوٹ اُسے اپنے مقصد سے نہیں ہٹا سکتی، وہ زندگی کے تمام نشیب و فراز طے کرتا ہے، بچپن، جوانی، بڑھاپا، امیری، فقیری، محبتیں، نفرتیں سب سہتا ہے، پریشان نہیں ہوتا، اُس کی پریشانی کی صرف ایک ہی بات ہے کہ اُس کا اللہ سے تعلق کمزور نہ ہوجائے، اُس کی خوشی اس بات میں ہے کہ اس کا تعلق اللہ کے رسول ﷺ سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے۔ صوفیا کرام فرماتے ہیں کہ تصوف میں نقصان یہی نہیں ہوتا کہ جو مقام تھا وہ چھن گیا بلکہ نقصان اُسے کہا جاتا ہے کہ جو مقام تھا اُس میں اضافہ کیوں نہیں ہوا یعنی جو تعلق بارگاہ نبوی ﷺ سے ہے، جو طلب جمال الٰہی کی ہے، وصول حق کی ہے، اس طلب اور اس آرزو میں، اِس خواہش میں ہر لمحے اضافہ ہوتا رہے تو بات ٹھیک اور اگر ایک جگہ رُک جائے تو یہ نقصان ہے اُس تاجر کی طرح جس کے اصل زر میں اضافہ نہیں ہوتا۔

بیعت ٹوٹنے کی وجوہات:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر بغیر سوچے سمجھے کسی بھی شخص کی بیعت کر لی جائے کہ یہ شاہ جی ہیں، یا پیر صاحب ہیں، تو وہ بیعت منعقد ہی نہیں ہوتی، بیعت ہوتی ہی نہیں، ہوگی تو ٹوٹے گی۔ خواہ کتنا خواہ بندہ تصور کرلے کہ میں یہاں بندھا ہوا ہوں، بندھے ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، بلکہ نقصان ہی ہوتا ہے۔ متحدہ ہندوستان کے زمانے میں عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ تقریر فرمارہے تھے۔ ایک ہندو نے سوال کیا کہ اسلام میں نکاح ہوتا ہے پھر طلاق بھی ہوجاتی ہے۔ ہمارے ہندو مت میں شادی ہوتی ہے پھر کبھی ختم نہیں ہوتی۔ اس لیے ہندو مذہب افضل ہے۔ اللہ کریم شاہ صاحب پر کروڑوں رحمتیں فرمائے اُنہوں نے بڑے مزے کا جواب دیا کسی سے کہا دھاگہ اور چاقو لاؤ، دھاگہ اور چاقو لایا گیا۔ ایک شخص سے کہا دھاگہ کھینچ کر پکڑو، اُس نے پکڑا، اُنہوں نے چاقو گھمایا، پوچھا کیا دھاگہ کٹ گیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا، کٹ گیا ہے۔ پھر اسی شخص سے کہا دھاگہ پھینک دو اور اب ویسے ہی ہاتھ پکڑو۔ آپ نے چاقو دوبارہ اُسی طرح گھمایا اور پوچھا کچھ ٹوٹا؟ جواب آیا، کچھ نہیں ٹوٹا۔ اُنہوں نے فرمایا: طلاق کے لیے پہلے

نکاح ہونا چاہیے۔ ہندو مذہب میں نکاح ہی نہیں ہوتا، طلاق کہاں سے ہوگی۔ یعنی کچھ ہوگا تو ٹوٹے گا تمہارے پاس نہ دین ہے نہ پیغمبر علیہ السلام، نہ اُن کا بتایا ہوا طریقہ، تمہارے ہاں کچھ ہوگا تو ٹوٹے گا؟ اس طرح بغیر جانے بوجھے جو رسمی بیعت ہوتی ہے وہ ہوتی ہی نہیں ہے تو ٹوٹے گی کہاں سے؟ جو بیعت تصوف میں کی جاتی ہے اُس کی تو ابتداء ہی طلب صادق سے ہوتی ہے وہ بیعت اللہ کے نام پر اللہ کی طلب میں کی جاتی ہے جو حضور ﷺ کی سنت کے اتباع میں کی جاتی ہے، اُس کے ٹوٹنے کی وجہ غلطی نہیں، بد دیانتی ہوتی ہے۔ جب طلب بدل جاتی ہے اور بندہ اصلاح کرنے کی بجائے اپنی غلطی پر ڈٹ جاتا ہے تو بیعت ٹوٹ جاتی ہے۔

1۔ شیخ پر اعتراضات:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک اصول فرمایا کرتے تھے کہ جو تحقیق کسی نے شیخ کے بارے کرنی ہے، وہ بیعت ہونے سے پہلے کرے، تحقیق کرے، مل کر دیکھے، پاس رہے، جب تسلی ہو تو بیعت کرے، اس لیے کہ بیعت کے بعد صرف تعمیل کی گنجائش رہ جاتی ہے۔ اسی لیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علماء بھی آتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے پہلے اپنے سارے سوالوں کے جواب حاصل کرلو ،بیعت کے بعد نہ تمہیں اختیار ہوگا سوال کرنے کا اور نہ میں جواب دینے کی ضرورت سمجھوں گا۔ تعلیم کے لیے سوال کرنا یا کسی بات کو سمجھنے کے لیے سوال کرنا ایک الگ بات ہے لیکن سوال بطور اعتراض کرے۔ کہ حیثیت ختم ہوجاتی ہے اور اگر بیعت کی اہمیت دل میں نہ رہے تو بھی آدمی اعتراضات پر اُتر آتا ہے حالانکہ جب کسی کے دل میں اعتراض پیدا ہوتا ہے تو اس میں کوئی بات یقینی نہیں ہوتی، ہوسکتا ہے معترض جو سوچ رہا ہے وہ اس کی سمجھ کا قصور ہو ممکن ہے جو اُسے نظر آرہا ہے حقیقت ویسے نہ ہو لیکن یہ بات حتمی ہے کہ شیخ پر اعتراضات کرنے والے کی بیعت نہیں رہتی۔

بیعت رضوان کی آیات میں اس انجام کی خبر اللہ نے دی ہے:

فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ (الفتح:10)

بیعت توڑنے سے اُس نے اپنے آپ کو تباہ کرلیا اس لیے کہ برکات نبوت سے اُسے حفاظت الہیہ حاصل ہورہی تھی۔ اس نے بیعت توڑ کر خود کو اللہ کی حفاظت کے حصار

سے باہر نکال دیا، اپنی جان کو برباد کرلیا، خود کو تباہ کرلیا۔

2۔بہتان لگانا:

کسی بھی صوفی کا اللہ سے تعلق قائم رکھنا ہمیشہ شیخ کے رشتے کا محتاج ہوتا ہے یہ ممکن نہیں کہ وہ شیخ کو چھوڑ دے اور خود اللہ کے قرب میں باریاب رہے۔ حضرت ؒ کے پاس کچھ لوگ میری شکایت لے کر گئے اور مجھ پر الزام لگایا حضرت ؒ نے مختصر سا جواب دیا کہ میں تمہاری بات پر اس لیے یقین نہیں کرسکتا کہ وہ میرے ساتھ بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوتا ہے۔ جو الزام تم اس پر لگا رہے ہو یہ بوجھ اٹھا کر کوئی بارگاہِ نبوی ﷺ میں نہیں جاسکتا اس لیے الزام تراشیوں کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ الزام لگانے والے کا رشتہ بیعت منقطع ہوجاتا ہے۔

3۔اپنی بڑائی کا اسیر ہوجانا:

بعض بدنصیبوں کو یہ کرم ہضم نہیں ہوتا، بجائے عظمتِ الٰہی اور عظمتِ پیغمبر کو سمجھنے کے، بڑائی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ خود پیر بننے لگتے ہیں، اپنا آپ منوانا چاہتے ہیں، یہی بات بیعت کو توڑتی ہے۔ گناہ ہوجانے سے بیعت نہیں ٹوٹتی بلکہ بیعت ہو تو گناہ ہوجانے سے دُکھ ہوتا ہے اور توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ نہ ہی بندہ بیعت کرلینے سے فرشتہ بن جاتا، انسان ہی رہتا ہے اور نہ گناہ ہوجانے سے بیعت ٹوٹتی ہے بلکہ بیعت کام آتی ہے۔ بیعت بندے کو اندر سے پکڑ کر ہلاتی ہے، اُس کا ضمیر جھنجھوڑتی ہے، یہ کیا کررہے ہو؟ توبہ کرو، جب تک بندے میں عجز رہے گا، نیازمندی رہے گی، طلبِ الٰہی رہے گی، بندہ اپنے مقام پر رہے گا۔ کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اُس کا محتاج ہوں، مجھے اُس کی مدد چاہیے، تب تک اللہ کی مدد اس کے شاملِ حال رہے گی۔ ورنہ اپنی بڑائی کا زہر جو بھی پیے گا، وہ بچے گا نہیں۔

4۔بددیانتی کرنا:

بددیانتی روپیہ پیسے کی ہو یا عہدے کے ذریعے مراعات حاصل کرنے کی، یہ وہ خطرناک بیماری ہے جس سے بیعت ختم ہوجاتی ہے۔ اس خود غرضی کے جہان میں شیخ کے ذریعے دامنِ مصطفےٰ نصیب ہوجائے تو اس سے بڑی نعمت کا کوئی تصور کیا جاسکتا ہے؟ اور پھر کوئی اُسے چھوڑ دے، تو اُس کے پاس کیا بچا؟

حفاظتِ بیعت

1۔ طلب کو خالص رکھیں:

اس یقین کو زندہ رکھیں کہ ہر لمحے کا حساب اللہ کریم کے روبرو کھڑے ہو کر دینا ہے۔ یہ یقین حاصل ہو جائے تو کسی دُنیاوی طلب کی آمیزش نہیں ہوتی۔ اگر آپ کو اللہ کا یہ انعام نصیب ہوا ہے کہ بیعتِ تصوف نصیب ہوئی ہے تو اپنی آرزو کو اللہ کے لیے، اللہ کی طلب کے لیے خالص کر دیں۔ اِسے خالص رکھنا آپ کے بس میں ہے اور اس کی استقامت کے لیے اللہ سے دُعا مانگیں۔ اگر اللہ نے آپ کو روحانی بیعت نصیب کی ہے تو پھر اس کی اہمیت کا اندازہ کر کے، اُسے نبھانے کے لیے اپنی جان لڑا دیجیے۔ اپنی طلب کی جانچ کا ایک ہی معیار ہے، نہ کسی کا کشف معیار ہے، نہ کسی کا خواب، ہر بندے کے لیے ایک ہی معیار ہے۔ کیا اس تعلق سے اُس کے دِل میں نیکی کی محبت اور برائی سے نفرت پیدا ہو رہی ہے؟

2۔ اتباعِ سنتِ رسول ﷺ میں مستعد رہیں:

صوفی وہ ہوتا ہے جو اپنے ایمان اور اسلام کے ساتھ صفائے قلب کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ وہ زبانی اسلام اور ظاہری اعمال پر ہی نہیں رہتا، وہ چاہتا ہے کہ جب میں رکوع کروں تو میرا دل، میری روح بھی جھک جائے۔ جب میں سجدہ کروں تو میرا وجود ہی نہیں، میرا دل بھی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى کہہ رہا ہو۔ جب میں اللہ کو یاد کروں تو میرے بدن کا رواں رواں اللہ کو یاد کرے۔ اس کا مطلب ہے صوفی کے لیے حصولِ منشاء باری اور اتباعِ رسول ﷺ بنیاد ہے صفائے قلب کی۔

3۔ شیخ کی ذات سے محبت ہو:

اس بات کو سمجھنے سے پہلے، ذاتِ نبوی ﷺ سے محبت کو سمجھنا پڑے گا۔ نبوت خاصہ ہے ذاتِ محمد ﷺ کا۔ نبوت وہبی ہے اور نبوت دے کر واپس نہیں لی جاتی۔ نبوت نبیؐ کی ذات

کا وصف ہوتی ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی معترض اعتراض کرے، کوئی الزام لگانے والا الزام لگائے یا کسی سازش کے ذریعے نبیؐ سے کوئی نبوت کی عظمت چھین لے، حضور ﷺ کی نبوت آپ کا وصف ذاتی ہے۔ کوئی بھی آپ ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات سے اسے الگ نہیں کر سکتا۔ نہ دُنیوی موت، نہ برزخ، نہ ہنگامہ حشر، ہر حال میں، ہر موقع پر، ہر جگہ آپ ﷺ کی شان میں اضافہ ہی ہوگا، اس میں کمی نہیں آئے گی۔ اسی لیے روضہ اطہر کا آج بھی وہی ادب ہے جیسا آپ ﷺ کے اس عالمِ فانی میں جلوہ افروز ہونے کے وقت تھا۔ تمام مجاہدوں اور تمام محنتوں کا حاصل بھی یہی ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ کی ذاتِ اقدس سے محبت پیدا ہو جائے۔ یہی شرطِ ایمان ہے اور یہی کمالِ ایمان ہے۔ معترض اعتراض کریں، مغرب کے مفکر اعتراض کریں، مکے کے کافر اعتراض کریں، مدینے کے منافق اعتراض کریں یا آج کے بے دین اور بے راہ فرقے اعتراض کریں لیکن جس کا تعلق محمد ﷺ کی ذات سے ہوتا ہے وہ ان سب باتوں سے بالاتر ہوتا ہے۔ جب تک بندے کا رشتۂ ایمان ذاتِ عالی ﷺ سے نہ ہوگا، بات نہیں بنے گی اور ذاتِ عالی تک رسائی حضور ﷺ کے اتباع، آپ ﷺ کی غلامی سے ہوگی۔

ایمان کیا ہے؟ رشتۂ اُلفت ہے، جب ذات سے رشتہ ہو تو اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ ایسا ہی تعلق شیخ کی ذات سے ہو تو برکاتِ نبوت نصیب ہوتی ہیں اور انجام بخیر ہوتا ہے۔ اگر رشتہ ذات سے ہوگا تو اعتراض نہیں ہوں گے۔ صفات سے ہوگا تو اعتراض کی گنجائش رہے گی۔ کیونکہ صفات تو بدلتی رہتی ہیں۔ اللہ کریم کا یہ احسان ہے کہ ربع صدی، اللہ نے مجھے شیخ کی رفاقت سے نوازا، ربع صدی میں کسی کا کوئی اعتراض، کبھی میرے نزدیک کوئی اہمیت حاصل نہ کر سکا، اس لیے کہ مجھے اپنے شیخ کی ذات سے تعلق تھا۔ یہ شرط نہیں تھی کہ ذات کیسی ہے، جو تعلق ذات سے ہوتا ہے اُس میں شرطیں نہیں ہوتیں، صفات کی بناء پر جو تعلق ہوتا ہے وہ صفات کے بدلنے سے بدلتا ہے۔ خیر القرون کے بعد، میرے شیخؒ ایسے نابغۂ روزگار تھے کہ صدیوں میں جن کی مثال نہیں ملتی۔ اس عظمت کے باوجود، اُن کی زندگی عام انسان کی سطح پر تھی۔ زمیندار تھے، کاشت کار تھے، مولوی تھے، طبیب تھے، اعلیٰ پائے کے مناظر تھے، جہاں آپ کے بہت سے دوست تھے، وہاں دُشمن بھی تھے، جہاں بے شمار جانثار تھے، وہاں

برادری کی رنجشیں بھی تھیں۔ کچھ دُعا دینے والے تھے تو کچھ ایذا دینے والے بھی تھے۔ لیکن میرا رشتہ اُن کی صفات سے نہیں، ذات سے ہے۔ شیخ کا شاگرد سے رشتہ یہ ہوتا ہے کہ بندے کو اخلاق و آداب سکھا کر، اللہ کے حضور کھڑا کر دے اور چونکہ شیخ سے برکات نبوت ﷺ لینی ہیں، لہٰذا آداب بھی بارگاہِ نبوت ﷺ کے ملحوظ رکھنے ہوں گے۔

4۔ شیخ سے ذاتی تعلق:

شیخ کا کسی پر احسان نہیں ہوتا، بلکہ وہ اپنی ذمہ داری کے باعث مجبور ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی بات سنے، اُس کا کسی پر احسان نہیں کہ وہ خطوں کا جواب دے، یہ اُس کی ذمہ داری ہے کہ جتنے لوگوں کی تربیت کر رہا ہے، اُن کی باتیں سنے، اُن کے خطوں کے جواب دے، اُنہیں ذکر سکھائے، اُن پر محنت کرے، اُنہیں بتائے کہ کہاں غلط ہو رہا ہے، کہاں ٹھیک ہو رہا ہے۔ لیکن یہ تربیت اُن لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن کا ذاتی تعلق شیخ کے ساتھ ہوتا ہے۔ رشتوں میں جب واسطے آجائیں تو دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ فاصلے بڑھ جاتے ہیں، بیٹے نے باپ سے بات کرنی ہو تو وہ جا کر پھوپھی یا خالہ سے کہے، پھر وہ خالہ اُس کے باپ سے کہے، تو باپ کو دُکھ ہوگا کہ میرے بیٹے کو یا خود پر اعتماد نہیں یا مجھ پر اعتبار نہیں۔ اسی طرح جب کوئی شیخ کے لیے سفارشیں ڈھونڈتا ہے تو سوچتا شیخ بھی یہی ہے، کہ اس کا رشتہ میرے ساتھ ہوتا تو یہ براہِ راست مجھ سے بات کرتا، سفارشیں ڈھونڈنا، رشتے میں کمزوری کی علامت ہے۔

اللہ سب کا ہے تو سب کو کیوں نہیں ملا؟ اس لیے کہ سلیقہ نہیں آتا۔

حضور ﷺ نے سلیقہ سکھایا تو سب اللہ کے رُوبرو ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ ہم سب کے ہیں تو ہم سب اُن کے دیوانے کیوں نہیں ہیں؟

اس لیے کہ دیوانہ بننے کا سلیقہ نہیں سیکھا، کمی ہماری طرف سے ہے، ورنہ حضور ﷺ تو ساری انسانیت کے نبی ہیں۔ اسی طرح شیخ سب کا ہوتا ہے، شیخ سے رشتہ بنانے کے لیے اپنے آپ پر محنت کرنی پڑتی ہے۔ محنت میں کمی کی وجہ سے ہم ہچکچاتے رہتے ہیں۔ میں آپ سے خود یہ بات کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے بات کرنے کے لیے یا خط لکھنے کے لیے یا ملاقات کے لیے، کسی

ساتھی کی سفارش کی ضرورت نہیں۔ ہر بندے کے لیے یہی سفارش کافی ہے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے۔ وہ مجھ سے اسلام سیکھنا چاہتا ہے، لہٰذا اپنے تعلق کو شیخ کے ساتھ سیدھا رکھیئے، بنیاد سیدھی رکھو گے تو جو رشتہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں استوار ہوگا، وہ بھی سیدھا ہو جائے گا۔ اسی بنیاد پر بارگاہِ اُلوہیت میں رشتہ بنے گا۔ محبت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ وہ بندے کو بندہ ہونے کے برابر کر دیتی ہے۔ محبت کرنے والے غلام ہی رہتے ہیں خواہ اُنہیں آزاد کر دیا جائے۔

الحمد للہ! سارے سلسلے کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ مجھے اجازت ہے، اس کے باوجود آج تک ایک ذکر ایسا نہیں جو میں نے تنہا کیا ہو یا ساتھیوں کو کروایا ہو اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت نہ لی ہو۔ یہ بات سمجھانے سے نہیں آتی، یہ محبت کرنے سے آتی ہے۔ بعض چیزیں غیر صوفی کے لیے ضروری نہیں ہوتیں اور صوفی کے لیے انتہائی ضروری ہوتی ہیں۔

ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں تو بدوی ہوں، صحرا میں رہتا ہوں، اپنا ریوڑ چراتا ہوں، مجھے آسان سی بات بتا دیجئے، جس سے میری نجات ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایمان پر قائم رہو، نمازیں پنجگانہ ادا کرو، روزے رکھو، زکوٰۃ فرض ہو تو ادا کرو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اُس نے عرض کی: میرے لیے یہی کافی ہے، پھر وہ چلا گیا۔

ایک خادم حضور ﷺ کو وضو کروا رہے تھے۔ اُنہوں نے عرض کی:

آپ ﷺ دُعا کیجئے، اللہ مجھے یہ سعادت جنت میں بھی دے کہ میں آپ کی وہاں خدمت کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تہجد نہ چھوڑو۔ تہجد فرض تو نہیں ہے، لیکن صوفی کے لیے فرض جتنی اہم ہے۔ بیعت کا حاصل یہ ہے کہ:

ایک درد، ایک کیفیت، ایک کسک سی دل میں آ جائے کہ بات ربّ سے نہ بگڑے، اللہ کے نبی ﷺ سے نہ بگڑے، ایسا ہو جائے پھر تو بات بن گئی اور یہ احساس نہ رہا تو رسمِ دُنیا ہے۔ آتے ہیں لوگ چلے جاتے ہیں، کوئی فرق نہیں پڑتا۔

میری تو یہ آرزو بھی ہے، یہ دُعا بھی ہے، یہ خواہش بھی ہے اور مشورہ بھی یہ ہے کہ:

اپنے اللہ، اپنے رسول ﷺ کے ساتھ، کھرے کھرے ہو جاؤ، کوئی اینچ پینچ نہ رہے،

درمیان میں کوئی پردہ، کوئی حجاب نہ رہے، کوئی بات چھپی نہ رہ جائے، دل کھول کے رکھ دیں، آگے ان کی مرضی، کسی کو کیا دیتے ہیں۔ اللہ خوب جانتا ہے اور جس کو جتنا دیتا ہے اس کی حیثیت سے زیادہ ہی دیتا ہے۔ اس کی بارگاہ سے کسی کو کم نہیں ملتا۔ اس بات سے آگاہی بے حد ضروری ہے کہ شیطان سب سے زیادہ محنت اس بات پر کرتا ہے کہ شیخ اور سالک کے درمیان تعلق کو خراب کردے یا تو اس کے آداب میں غلو (زیادتی) کر کے یا شیخ سے بدظن کر کے، شیخ کی گستاخی میں مبتلا کردے، تاکہ سالک کو جو تحفظ اس نسبت سے حاصل ہے، اس سے محروم ہو جائے اور وہ اُسے اپنی طرف گھسیٹ لے۔

اللہ سے دُعا کرتے رہنا چاہیے۔

اے اللہ! شیطان کو ہمارے عقائد پر دسترس نہ ہو۔

ہماری عقیدت پر اس کی رسائی نہ ہو اور ہمارے اعمال اس سے محفوظ رہیں ...

... آمین ... تمت بالخیر ...

سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے معمولات:

(1) ذکر خفی قلبی بطریق پاس انفاس، صبح وشام کا معمول، روزانہ دو گھنٹے۔

(2) دن کی ابتدا تلاوت قرآن سے اور دن کا اختتام تلاوت قرآن پاک پر۔

(3) اسرار التنزیل یا اکرم التفاسیر کا روزانہ مطالعہ کرنا۔

(4) کثرت درود شریف ...

(5) استغفار کم از کم سو مرتبہ روزانہ

(6) تہجد باقاعدگی سے پڑھنا ...

(7) محاسبۂ ذات ...

(8) ذکر الٰہی کی دعوت دینا اور ذکر کروانا ...

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (۲۲)

اور بلاشبہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا تو کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے

اکرم التراجم

شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں سلسلہ عالیہ کی کتب اور CDs کی

محفوظ، آسان اور برق رفتار فراہمی کے لئے ادارہ نے آن لائن خریداری سسٹم متعارف کرایا ہے۔

اکرم التراجم اب Mp3 Formatted CD کی صورت میں آن لائن پر موجود ہے۔

خریداری کے لئے وزٹ کیجئے ہماری ویب سائٹ www.oursheikh.com

شیخ المکرم کے تازہ ترین بیانات بھی اب www.oursheikh.com پر بروقت سنے جا سکتے ہیں۔

فہرست کتب

حضرت امیر محمد اکرم اعوان ؒ

1۔ ارشاد السالکین اول
2۔ ارشاد السالکین دوم
3۔ غبار راہ اول
4۔ غبار راہ دوم
5۔ رموز دل
6۔ کنوز دل
7۔ طریق نسبت اویسیہ
8۔ کنز الطالبین
9۔ روحانیت کے متعلق سوالات
10۔ نور و بشر کی حقیقت
11۔ دیار حبیب ﷺ میں چند روز
12۔ درود و سلام
13۔ لطائف اور تزکیہ نفس
14۔ تصوف کیا ہے
15۔ شجرہ مبارک سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ
16۔ راہی کرب و بلا
17۔ اصلاح قلب اور ضرورت شیخ
18۔ محافل شیخ
19۔ تعلیمات و برکات نبوت
20۔ کربلا کی حقیقت
21۔ کربلا میں آپ کس کے ساتھ
22۔ حضرت امیر معاویہؓ
23۔ طبیب دل تلاش کرو
24۔ نقوش

Phone: +92543562200, Fax: +92543562198
E-mail: darulirfan@gmail.com
Web site:www.oursheikh.com